اسلامی تعصب اور مغربی اقوام کی دسیسہ کاریاں

علامہ جمال الدین افغانی کا ایک اہم مقالہ

(ترجمہ عبدالرحمان گوہر دی)

انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں اسلامی ملکوں پر مغربی اقوام کے مادی تسلط اور تہذیبی تغلب کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو دیکھ کر عالم اسلام کے عظیم مفکر امام جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تشخیص فرمائی تھی۔ کہ مسلمانوں کے سیاسی تنزل کا ایک بڑا باعث مسلمان ملکوں اور آبادیوں کے وہ چند مسلمان ہیں جو کسی پست جذبے کے تحت یا غلط فہمی کی وجہ سے نہ صرف مغربی قوموں کے گمراہ کن مغالطوں کو مسلمانوں میں پھیلاتے اور ان کا شکار ہو جاتے ہیں بلکہ ان کا آلۂ کار بن کر مسلمانوں کے اجتماعی عقائد میں شک اور ان کی اخوتِ دینی کے رابطے کو کمزور کر کے ان یورپین قوموں سے اپنے تعلقات استوار کرنے پر زور دیتے ہیں۔

علامہ افغانی کی رائے میں متحدہ ہندوستان میں انگریزی حکومت نے سرسید احمد خان بانی علی گڑھ یونیورسٹی اور ان کے ساتھیوں کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا تھا۔ اور یہ اندازہ انہوں نے حیدر آباد، کلکتہ وغیرہ مقامات میں قیام اور حالات کا گہرا مطالعہ کر کے لگایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے عربی مجلہ العروۃ الوثقیٰ میں اس پر متعدد مقالات لکھے۔ جن میں سے ذیل میں ایک مقالے کا ترجمہ پیش کرنے کا شرف ہم حاصل کر رہے ہیں۔

جن لوگوں کی موجودہ حالات پر نظر ہے اور واقعات کا برابر مطالعہ کرتے رہے ہیں ان کے لئے یہ باور کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ صورتِ حال اب بھی کم و بیش یہی ہے۔ جو علامہ افغانی مرحوم کے سامنے تھی۔ اس وقت اقوامِ مغرب نے انگریز کی سیادت اور سرسید کی وساطت سے

مسلمان قوم کو یورپین تمدن وتہذیب سے "آراستہ" کرنے کی سازش کر رکھی تھی ـــــ اور اب پاکستان کا برسراقتدار طبقہ ادارہ طلوع اسلام، ادارہ ثقافت، اور کمیونسٹ پارٹی کے ذریعے مسلمانوں میں زہریلا لٹریچر پھیلانے میں مصروف ہے تاکہ مسلمان اسلامی عقائد۔ اسلامی تمدن، اسلامی تہذیب کو خیرباد کہہ دیں۔ حدیث پاک کو ماخذ قانون ماننے سے انکار کر دیں۔ گانے بجانے کو فروغ دیں۔ رقص کریں۔ ضبط تولید کے نام سے زنا کو رواج دیں۔ اور اپنے سلف صالح سے کٹ کر مغربی ائمۃ الکفر کے ساتھ جڑے رہیں۔

علامہ افغانی نے اپنے مقالات میں انتباہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو ان منافقین کے ہتھکنڈوں سے بچ کر اسلامی عقائد واعمال پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیئے۔ اور دینی حمیت واسلامی عصبیت کی روح ایمانی سے اپنے دلوں کو زندہ رکھنا چاہیئے۔

یہ الحاد پسند طبقہ آج بھی حق پسندوں اور اسلام کے سچے بہی خواہوں کو "ملا" "تنگ نظر" "متعصب" "ماضی پرست" وغیرہ لقبوں سے نوازتا ہے۔ جس طرح کہ علامہ افغانی کے زمانے میں ان کے پیشرو ایسی ہی ہرزہ سرائیاں کرتے تھے۔

اس مقالہ میں اسی قسم کے مغالطات کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کو انتباہ کیا گیا ہے کہ وہ حقیقت حال کو سمجھیں اور اس مفسد گروہ کی فریب کارانہ چالوں سے ہوشیار رہیں۔ کیونکہ یہ درحقیقت اسلام کے نہیں مسیحی تہذیب وثقافت کے مبلغ اور ان کی حکومتوں کے آلۂ کار ہیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (رحیق)

تعصب کا لفظ لوگوں کی زبان پر خصوصاً ممالک شرقیہ میں اس قدر عام ہے کہ ہر محفل اور ہر مجمع میں لوگوں کا تکیۂ کلام بن چکا ہے۔ جب کوئی شخص دوران گفتگو میں اپنے مخالف کے سامنے دلیل وبرہان سے عاجز آکر محض چرب زبانی کے ذریعہ غالب آجانے کی خواہش رکھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ لفظ "تعصب" کے استعمال کے سوا اس کے سامنے کوئی چارۂ کار نہیں۔ اس قبیل کے لوگ ہر آفت اور خرابی کی جڑ اسی کے مفروضہ مفہوم کو قرار دیتے ہیں۔ اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں

کہ "تعصب" ہی کامیابی کی راہ میں دیوار اور تمام معاشرتی تکلیفوں کا سرچشمہ ہے۔

اصل حقیقت اصل یہ ہے کہ یہ بات اہل فرنگ کے ہاں سے آئی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اپنے عقائد میں کمزور کرنے کے لئے اس کو ہوّا بنا کر پیش کیا ہے۔ پھر ان کے وہ مقلدین جو اپنے ان مقتداؤں کی ہر ادا پر لٹو ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور ان کی تقلید میں اس قدر مگن ہیں کہ حق و باطل میں بھی تمیز نہیں کر پاتے وہ اسے حقیقت ثابتہ ہی سمجھ بیٹھے۔

اس جدید قسم کی بدعت کا دلدادہ یہ چھوٹا سا ٹولہ جھوم جھوم کر، مونچھوں کو تاؤ دے کر، اور گلا پھاڑ پھاڑ کر تعصب کے مفاسد بیان کرتا ہے۔ اس کے نزدیک کسی شخص یا جماعت سے غایت درجے کی نفرت دلانے کے لئے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ وہ "متعصب" ہے۔ اگر اس سے پیٹ نہ بھرے تو انگریزی لفظ "فینیٹک" (FANATIC) کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی دلیل کی بنا پر ان سے اختلاف رکھتا ہو تو اسے حقارت آمیز لہجہ میں "متعصب" کہہ کر عوام کو اشتعال دلاتے ہیں۔ لیکن خود اپنی یہ حالت ہوتی ہے کہ ذرا بھی کسی نے ان سے کسی بات میں مخالفت کی۔ تو ناک بھوں چڑھاتے، منہ بسورتے اور طرح طرح کے آوازے کستے ہیں — غرضیکہ اپنی رائے سے مخالفت برداشت نہیں کر سکتے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر لفظ "تعصب" کا کونسا وہ مفہوم ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں کے نزدیک وہ تمام مفاسد کی علت قرار پایا ہے۔ اور اسے تمام نقائص و عیوب کی ترقی کا باعث سمجھا جاتا ہے کیا۔ واقعی یہ لفظ اسی حقیقت کا حامل ہے؟ یا محض ایک وہم ہے۔ یا فریب ہے؟ — اس امر پر آج کچھ روشنی ڈالنا مقصود ہے —!

تعصب کی حقیقت لغوی و عرفی "تعصب"[۱] کا ماخذ "عصب" اور "عصبیت" کی نسبت عصبہ کی طرف ہے۔ "عصبہ" انسان کے وہ رشتہ دار ہوتے ہیں جو اس کے دست و بازو ہوں جن کی وجہ سے وہ قوت حاصل کرتا ہے۔ اور اپنے آپ پر ہر حملہ اور ہر عداوت کا دفاع کر سکتا ہے تو

---

[۱] اگر وہ ہوں ورنہ اب تو وہ بھی غائب ہیں۔ مترجم

گویا اس کے ان رشتہ داروں کو اس شخص کے ساتھ وہی نسبت ہے جو اعصاب کو جسم کے ساتھ ہے یہی ایک وصف ہے کہ جس کی بنا پر افراد قوم کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور ان کا آپس میں باہمی رابطہ قائم ہوتا ہے۔ جس سے "وحدت قومی" تشکیل پاتی ہے۔ اور مشیت الٰہی سے ہر قوم کا یہی نقطۂ اتصال ہے جس کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ اگرچہ وہ مختلف اجزاء و عناصر سے مرکب ہے۔ لیکن اس کا نظام ایک ہی مدبر روح کے ماتحت ہے۔ یوں سمجھئے کہ ہر قوم ایک شخص کی طرح ہوئی جو اپنے اطوار و عادات اپنی سعادت و شقاوت کی بدولت تمام اشخاص میں ممتاز نظر آتا ہے۔

عصبیت سے قوم ترقی کرتی ہے۔ اور اسی وحدت و یگانگت کے بل بوتے پر ہر قبیلہ و ہر قوم کو جس قدر رفاہیت اور عیش کی سہولتیں، ترقی کے وسائل اور بین الاقوامی شہرت حاصل ہوتی ہے۔ اسی قدر اپنی مقابل قوم کے سامنے فخر سے سر اونچا کر سکتی ہے۔ اور یہی تنافس اور مقابلے کی سپرٹ ہے۔ جو افراد ایک قوم کو مدارج کمال طے کراتی اور بام رفعت پر پہنچاتی ہے۔

جسم قومی کے لئے تعصب کی حیثیت تعصب کو ایک "روح کلی" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جو قوم کے تمام افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور ہر فرد کی "روح" اس "روح کلی" کے حواس اور مشاعر میں۔ اسی لئے جب کبھی ان حواس اور مشاعر سے کسی پر کوئی ناموافق اثر پڑے تو یہ "روح کلی" اس اجنبی اثر کو فوراً محسوس کرتی ہے۔ اور طبعی طور پر اس کی مدافعت کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ حمیت عامہ اور قومی ہمدردی اسی صفت عصبیت کا نتیجہ ہے جس کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ عامہ امت کے نفوس میں ترفع اور عالی منشی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ کبھی ایسی ذلت برداشت کرنا گوارا نہیں کرتے۔ اور نہ ہی کسی ایسی خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جس سے ان کی قوم پر کسی آفت یا مصیبت کا اندیشہ ہو۔

یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ قوم کی طبائع میں استقامت اور سربلندی صرف افراد کے تعصب پر ہی قائم ہے۔ اگر افراد میں تعصب کی سپرٹ موجود ہے تو قوم کا سر اونچا ورنہ اسی نسبت سے قوم کمزور ہوتی چلی جائے گی۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ ہر فرد ایک زندہ جسم میں عضو سلیم کا حکم رکھتا ہے جس طرح سر کبھی بھی پاؤں سے بے نیاز ہو کر بلندی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور پاؤں نے بھی یہ کبھی محسوس

نہیں کیا کہ ہم ایک طرف میں ہیں اور مرتبہ میں کم۔ بلکہ جسم کا ہر عضو اور ہر حصہ جسم کی بقا اور حفاظت کے لئے اپنی اپنی جگہ برابر کام کر رہا ہے۔

عصبیت کی موت، قوم کی موت اگر کسی قوم کے افراد میں قوت ربط اور تعصب کی روح کم ہو جائے تو بلا شبہ اس وقت قوم من حیث القوم مضمحل اور مفلوج کی طرح ہو گی۔ اس کے بعد روح کلی بالکل ختم اور قوم کی تشکیل بالکل باطل ہو کر رہ جائے گی۔ افراد اگرچہ باقی کیوں نہ موجود ہوں اس وقت اس کی مثال اجزائے منتشرہ کی ہو گی۔ کہ جو فنائے جسم کے بعد باقی رہ جاتے ہیں۔ جن میں سے بعض تو دوسرے اجسام کا جزو بن جاتے ہیں۔ اور بعض اس وقت تک موت کا شکار رہتے ہیں۔ جب تک کہ از سر نو نشاۃ ثانیہ کا نفخ روح نہ ہو۔ اسی طرح قانون قدرت کا یہ فیصلہ بھی ہے۔ کہ جب کسی قوم میں تعصب یا عصبیت کم ہو جائے۔ تو نتیجہ کے طور پر ان میں بزدلی پھیل جاتی ہے۔ اور باہمی ہمدردی ختم ہو جاتی ہے۔ جس کے بعد آپس کے روابط منقطع ہو جاتے ہیں۔ اس تشتت اور انتشار کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اغیار و اجانب کو مداخلت کا موقع مل جاتا ہے جس کی بنا پر یہ انتہائی ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت تک یہ سر نہیں اٹھا سکتے۔ جب تک کہ ان کی نشاۃ ثانیہ ہو کر اس کے افراد میں تعصب یا عصبیت کی از سر نو روح پھونک دی جائے۔ اور پھر یہ ایک زندہ قوم بن جائیں۔

افراط و تفریط جائز نہیں۔ بے شک تعصب بھی دوسرے اوصاف کی طرح افراط و تفریط کی آمیزش سے خالی نہیں۔ صرف اس کا لائق تحسین پہلو درجۂ اعتدال ہے۔ جو ہر چیز کا جوہر ہوتا ہے۔

تفریط ایک نقص ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اور افراط بھی قابل ذم ہے جو جور و ستم پر آمادہ کرتا ہے۔ افراط سے کام لینے والا تعصب کے نشہ میں سرشار ہو کر ہر جائز و ناجائز حرکت کر بیٹھتا ہے۔ اور صرف اپنی ہی قوم کو اعزاز و اکرام کا مستحق جانتا اور غیروں کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ایسا شخص اپنی قوم کے سوا نہ کسی دوسرے کے حقوق کا قائل ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے عہد و پیمان کا خیال رکھتا ہے۔ یہ سب کچھ افراط کے اثرات ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تعصب فوائد کے بجائے مضرت رساں بن جاتا ہے۔ جس سے قوم کی عزت کو بٹہ لگتا ہے۔ بلکہ یہیں کا مجد و اکرام عزت و عظمت، رحمت و ہدیہ، شہرت و نیک نامی

تمام کے تمام خاک میں جاتے ہیں کیونکہ اجتماعات بشریہ کا نظام درست رکھنے کے لیئے عدل و انصاف کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ اور اسی پر اقوام کی زندگی کا انحصار ہے۔ ہر طاقت جو قوانین عدل کے سامنے سر نہیں جھکاتی۔ اس کی ترقی و کامرانی یقیناً زوال پذیر ہے تعصب کا یہ درجہ، درجہ افراط ہے۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت مکروہ اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے فرمایا۔

"لیس منا من دعا الی عصبیۃ"

رابطہ دینی سے تجدد پسندوں کی نفرت لفظ تعصب کا مفہوم اگرچہ قوم (جماعت) کے افراد کے ساتھ ہمدردی رکھنا اور بوقت ضرورت ان کی اعانت و نصرت کرنا ہے۔ جس کا اصلی سبب رابطہ نسب اور سوسائٹی کے افراد کا باہمی اجتماع ہے لیکن اہل عرف نے اس میں اور بھی وسعت پیدا کر دی ہے۔ وہ اس کا اطلاق سر دینی و مذہبی جماعت پر بھی کرنے لگے ہیں۔ جن کا رشتہ صرف رشتۂ اخوت مذہبی اور تعلق صرف مواصلت دینی پر مبنی ہے۔ لیکن وہ لوگ کہ جن کی تمام کی تمام ذہنی ساخت اور پوری کی پوری نشوونما یورپین تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے یا ان کے ماحول سے متاثر حضرات اس قسم کے تعصب کو نہایت ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ درحقیقت ان کا یہ خیال بالکل باطل، غیر معقول اور لغو ہے۔ کیونکہ اگر قوم کے متفرق افراد کو نسب یا زبان کا رابطہ ان میں قومی سپرٹ پیدا کر سکتا اور ان کو ایک سٹیج پر جمع کر سکتا۔ اور ان میں تعصب کی روح پیدا کر سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ جواز معلوم نہیں ہوتی کہ جس کسی جماعت میں اتحاد مذہب پایا جاتا ہو ان کے اس باہمی تعاون کے عناصر کو مبغوض و مکروہ سمجھا جائے۔ اگر نسب، زبان اور ملک کا اتحاد کسی قوم کی قومیت بنانے کے لیئے کافی ہو سکتا ہے۔ اور جس پر انسان فخر بھی کرتا چلا آیا ہے۔ اگر ایک طرف کوئی ساتھی دوسرے کی قومی حمیت کے جذبہ کے تحت معاونت کر سکتا ہے اور اس کی تمام ضروریات معاشی ہوں یا اقتصادی پوری کرنے میں جدوجہد سے کام لے سکتا ہے تو دوسری طرف اس نمایاں فرق کو کیوں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر دینی جذبہ کے تحت کوئی اپنے ہم مشرب و ہم اعتقاد کی طرف جھکتا ہے تو اسے برداشت نہ کیا جائے۔ یہ کس قدر کم مائگی اور بے حسی ہے۔ حالانکہ نوع انسانی کے اجتماعی ارتقا کے مختلف ادوار میں ہمیشہ مذہب کا رابطہ شیرازۂ قومیت

کو مضبوط و مستحکم بنانے کا ذریعہ رہا ہے جس کی تاریخ شاہد ہے۔

معتدل تعصب دینی، انسانیت کا طرۂ امتیاز ہے۔ جس دینی عصبیت کی بنا اتحاد مذہب ہو اگر وہ حدود اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ انسان کو جور و ستم اور نقض عہد پر آمادہ نہ کرے مخالف کی عزت و آبرو لوٹنے کے درپے ہو تو کچھ شک نہیں کہ یہ خصوصیت انسانی فضائل کا طرۂ امتیاز ہے اور یقیناً نفع رساں اور مقدس رابطہ ہے۔ خصوصاً اس وقت تو ایسی قوم بام رفعت، مجد و سیادت اور عظمت کے اعلیٰ ترین مراتب پر پہنچ سکتی ہے۔ جب کہ ان کا حاکم و خلیفہ اتحاد جنس کے روابط پر اتنی کڑی نگرانی رکھے کہ وہ خود بخود مضمحل ہو کر رابطۂ دینیہ میں مدغم ہو جائیں۔ جس کی تاریخی مثال خلافت راشدہ کا زمانہ ہے۔

مقدس ترین رابطہ رابطہ دینیہ کو مقدس ترین رابطہ کہنے میں ہم یقیناً حق بجانب ہیں۔ مختلف اشخاص اور متفرق افراد کے تمام اختلافات مٹ کر ان کی نظریں ایک مقصد ایک ہی طرح کے عزائم اور ایک ہی قسم کے اعمال کے نقطۂ اتصال پر جم جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے قبائل، گروہ اور جماعتوں کا بعد جن کی زبانیں مختلف، عادات و اطوار اور شکل و صورت بالکل متباین و متضاد ہیں۔ لیکن ان کی تمنائیں ایک ہی مقصد پر جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ اتحاد دین و مذہب کی خیر و برکت اور تعصب دینی کا نتیجہ ہے۔ کہ جس نے تمام قوموں کے اس بکھرے ہوئے شیرازہ کو ایک ہی دینی تعصب کے دھاگہ میں پرو دیا۔ تاریخی واقعات اور عقل سلیم بھی اسی نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ دینی عصبیت کا رشتہ قومی عصبیت سے کم نہیں بلکہ مضبوط ہوتا ہے

الحاد پسند طبقہ کی مرعوبیت ہمارے دور کے زنادقہ "تعصب دینی" کے متعلق نہایت گھٹیا قسم کے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ تعصب مذہبی جو صرف مذہب کی بنا پر اپنے ہم مذہبوں کی حمایت و اعانت پر ابھارنے کا سبب بنتا ہے۔ تہذیب و تمدن کا دشمن اور علم و فلسفہ کے راستہ میں عظیم ترین سنگ راہ ہے اور ان کے خیالات کے مطابق مذہبی تعصب سراسر جہالت ہے جو مخالفین مذہب لوگوں پر ظلم و تعدی اور جور و ستم پر آمادہ کرتا ہے۔ اور وہ باور کرتے ہیں کہ ان تمام مفاسد کی روک تھام اور مصالح موہومہ کا حصول صرف تعصب دینی کے ختم ہونے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور عقول انسانی اور اذہان بشریہ کو مذہب کے

تسلط اور اس کی گرفت سے آزاد کر دینا ہی اس کا واحد علاج ہے بلکہ یہ کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے کہ "مذہبی تعصب" اسلام کا آوردہ اور اس کے متبعین کے ساتھ مخصوص ہے۔

مگر ان لوگوں کا یہ کہنا سراسر باطل اور جھوٹ ہے۔ درحقیقت دین ہی ایک ایسا معلم، قائد، ہادی اور راہنما ہے جو اکتساب علوم اور توسیع معارف کی تاکید فرماتا ہے۔ آدابِ حسنہ، اخلاق کریمہ کا سبق دیتا ہے۔ عدل و انصاف کی شدت کے ساتھ پابندی کرنے حتی کہ اپنے مخالف و موافق سب کے ساتھ عادلانہ برتاؤ کی تلقین فرماتا ہے۔ ہر دشمن و دوست کے ساتھ شفقت و رحمت کے ساتھ پیش آنے کی حس پیدا کرتا ہے۔ بلکہ یہ دینِ اسلام ہی کی خیر و برکت کا نتیجہ ہے کہ عرب جیسی وحشی اور جاہل قوم جو اپنی وحشت و بربریت میں مشہور تھی اسلامی تعلیم ہی نے ان کو وحشت و بربریت، شقاوت و قساوت اور ظلمت و خشونت کے گہرے اور اندھیرے گڑھے سے نکال کر علوم و معرفت، حکمت و دانائی اور تہذیب و تمدن کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔ اور خوش و نرمی اور باہمی مصالحت و اخوت کے طریقوں سے روشناس کرایا۔ جسے آج اقوامِ عالم کے لئے نمونہ اور راہنما ہونے کا فخر حاصل ہے۔

صلیبی لڑائیوں میں عیسائیوں کا مذہبی تعصب | بسا اوقات "قومی تعصب" کی طرح "مذہبی تعصب" میں بھی غلو اور افراط پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ ظلم و تعدی اور اپنے مخالفین کو نیست و نابود کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ جس کی مثال حروبِ صلیبیہ[1] میں پائی جاتی ہے۔ جب مغربی ممالک کے مسیحیوں نے مشرقی ممالک کے مسلمانوں پر صرف اس لئے یورش کی تھی کہ مسلمانوں کا وجود ان کی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا یہ بات نہیں تھی کہ دینِ مسیحی کی دعوت و تبلیغ کا فرض ادا کرنا ان کے پیش نظر تھا۔ اسی طرح سلطنت ہسپانیہ نے اندلس کے مسلمانوں کو صرف اس لئے ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر ان کو ملک بدر کیا کہ ان کا جرم صرف مسلمان ہونا تھا۔ اور اس سے بہت پہلے جب عیسائی مذہب کو ابتدا ہی میں اقتدار حاصل ہوا۔ تو ان کے بادشاہ نے تمام یہودیوں کو قدس (بیت المقدس) میں جمع کر کے زندہ جلا دیا ——!

---

[1] یہ لڑائیاں پانچویں چھٹی ہجری میں شام و مصر میں عیسائیوں نے لڑیں جس میں صلیب کی دہائی دے کر پطرس نامی راہب نے شام و مصر سے مسلمانوں کو مٹانے کے لئے مسیحی دنیا کو متحد کر لیا تھا۔ مترجم

اور مسلمانوں کا طرز عمل: ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے کہ ماضی میں بعض مسلمانوں نے بھی مذہبی تعصب میں افراط اور غلو سے کام لیا۔ لیکن پھر بھی ان کا افراط اس حد تک نہیں پہنچا کہ مخالفین اسلام کو بالکل نیست و نابود اور ان کا استیصال کر دیا جائے۔ ان کو ملک بدر کر دینے کے درپے ہو گئے ہوں تاریخ اس پر شاہد ہے کہ جب فاتحین اسلام نے جزیرۃ العرب سے باہر قدم رکھا اور ایسے ملک فتح کئے جہاں مختلف العقائد لوگ موجود تھے۔ جن کی قوت دفاع بالکل کمزور اور بودی تھی۔ لیکن انہوں نے اپنے تسلط و اقتدار سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا کہ ان کو صفحۂ ہستی سے معدوم کر دیں۔ چنانچہ اس کی بڑی دلیل یہ مشاہدہ ہے کہ اسلامی ملکوں میں آج بھی غیر مسلم (عیسائی و یہودی) موجود ہیں۔ اور ان کو پوری آزادی حاصل ہے۔ کہ وہ اپنی مذہبی رسوم اور قومی تہواروں کو آزادانہ منا سکیں۔ ان سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہیں کیا جاتا اور وہ نہایت پرامن طریق سے زندگی بسر کر رہے ہیں ـــــ!

بیشک توسیع ملک اور فتوحات بلاد کے مسلمان دلدادہ ضرور تھے۔ اپنے ان مخالفین کو جو ان کے مقابل آتا اس کا سختی سے جواب بھی دیتے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ادیان غیر کی حرمت، ملل مختلفہ کو مراعات اور ذمیوں کے حقوق کی پوری پوری ذمہ داری محسوس کرتے اور قطعاً اس میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ غیر مسلم ماتحتوں کی طرف سے ہر طرح کا دفاع اور ان کی حفاظت اپنا فرض جانتے تھے۔ بلکہ ان کی گھٹی میں یہ اصول پڑا ہے

ان من رضی بذمتنا فلہ مالنا وعلیہ ماعلینا۔	اہل ذمہ کے وہی حقوق ہیں جن کے مستحق مسلمان ہیں۔ اور ذمہ داریاں بھی ان پر وہی عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر عائد ہوتی ہیں۔

ان کا یہ اصول اور دستور اللہ تبارک و تعالےٰ کے اس فرمان کے پیش نظر تھا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ	مسلمانو! انصاف پر خوب قائم رہو اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی خاطر سچی شہادت دو خواہ وہ تمہاری اس حق گوئی سے خود

او الوالدین والاقربین (۴ : ۱۳۵)	تمہاری ذات یا تمہارے والدین یا تمہارے رشتہ داروں کو نقصان کیوں نہ ہو۔

البتہ یہ بات دوسری ہے کہ بتقاضائے بشریت ان سے کسی قسم کی بے اعتدالی ظہور میں آئی ہو

مسلمانوں کی رواداری کا ایک اور ثبوت

مسلمانوں کے مذہبی تعصب میں غلو نہ کرنے کا ایک بین ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ وہ غیر مذاہب کے لوگوں کو مناصب جلیلہ کے حصول میں کبھی کسی سے تعرض نہیں کرتے۔ چنانچہ مختلف دول اسلام کے عہد حکومت میں جب کہ ان کا تسلط و اقتدار عین شباب پر تھا۔ اور ان کی طاقت نقطۂ عروج پر تھی۔ اس وقت بھی انہوں نے ادیانِ مختلفہ کی لائق و فہیم شخصیتوں کو بڑے بڑے اہم عہدوں پر فائز کیا۔ اور یہ رواداری و انصاف آج تک قائم ہے جس کا مغربی ممالک کی آئینی اور جمہوریت کی دعوے دار حکومتوں میں شائبہ تک دکھائی نہیں دیتا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ عیسائی حکومتیں مسلمانوں پر تعصب مذہبی کی تہمت دھر کر ان کو بدنام کرتی ہیں۔ اور خود تعصب مذہبی کی بنا پر دوسروں کے حقوق اور ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے ہیں۔

مسیحیت کی اشاعت بزور شمشیر کی گئی

کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلمانوں کے تسلط و اقتدار کا جب یہ عالم تھا کہ جدھر بھی عنانِ عزیمت کو پھیرتے فتح و کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ دن بدن ان کی سلطنت کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہو رہا تھا۔ اس وقت بھی انہوں نے دوسری اقوام کے لوگوں کو اسلام پر مجبور نہیں کیا۔ اور صرف دعوت و تبلیغ ہی پر اکتفا کیا۔ انہوں نے بطیب خاطر اسلام قبول کر لیا تو بہتر ورنہ ان کی محافظت کے بدلے میں معقول عادلانہ شرائط ـــــ جن کا ذکر فقہ اسلامی میں موجود ہے ـــــ کے تحت ان پر برائے نام سالانہ رقم "جزیہ" کے طور پر مقرر کر دیتے۔ جو دوسری حکومتوں کے تحصیل مالیہ (خراج) کے قائم مقام ہوتا۔ لیکن ان کو حقوق شہریت پورے کے پورے حاصل ہو جاتے۔ برخلاف اس کے رومی اور یونانی عیسائیوں نے تسلط و اقتدار حاصل کر لینے کے فوراً ہی بعد یہ کیا کہ جس خطۂ ارض پر انہوں نے تسلط جمایا اس کے باشندوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا چنانچہ مصر و شام تسلط میں لے لینے کے بعد وہاں کے باشندوں سے بھی یہی سلوک کیا گیا بلکہ خود

بلادِ یورپ میں بھی انہوں نے اسی قسم کی حرکات کا ارتکاب کیا ہے ــــ! ــــ یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ جس کی طرف بلاساختہ قلم مڑ گیا۔ گو اس میں بھی ایک بصیرت اور موعظت کا سامان موجود ہے ــــ اصل بات ہم یہ عرض کر رہے تھے کہ ہر وہ شخص جو عقل سے بہرہ ور ہے وہ کبھی بھی "معتدل عصبیت دینی" کو نقص اور عیب خیال نہیں کرے گا۔ بلکہ قومی اور نسلی تعصب کے مقابلہ میں دینی عصبیت کو بہرصورت اس کے عمومی فوائد کے پیشِ نظر مقدس تر اور مفید تر پائے گا ــــ!

سمجھ میں نہیں آتا کہ کس دلیل کی بنا پر نسلی اور وطنی تعصب کی تعریف میں بڑے فخر و مباہات کے پل باندھے جاتے ہیں۔ اور اسے "اشرف الفضائل" قرار دیا جاتا اور "محبتِ وطن" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ادھر "عصبیت دینی" کو چاہے وہ حدِ اعتدال پر ہی کیوں نہ ہو عمرانی ترقی کی راہ میں سنگِ گراں کی حیثیت دی جاتی ہے۔ اور سب سے بڑا انسانی عیب شمار کیا جاتا ہے ــــ!

(باقی)

(بقیہ تنقید و تبصرہ)

اصحاب تک پہنچے۔ تو طبع ثانی میں مؤلف ان معمولی فروگذاشتوں کی اصلاح کے ساتھ اسے شائع کر سکیں۔ بہرکیف اس سے کتاب کی افادی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ اصحابِ ذوق فاضل مؤلف کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ (ع۔ ح)

یہ کتابیں ضرور منگائیے

صحیح بخاری شریف مترجم بین السطور فی پارہ دو روپے

صحیح مسلم شریف مترجم معہ شرح نووی فی جلد ۸/- روپے

ابن ماجہ شریف اردو کامل ۱۲/-/- روپے۔ غنیۃ الطالبین کامل اردو دس روپے۔ رسالہ بیس آدمی ختم ہو گیا ہے۔ اب کوئی صاحب طلب نہ فرمائیں۔ رسالہ گیارہویں شریف معہ پانچویں شریف چھپ کر آ گیا ہے۔ ایک ایک آنے والے چار ٹکٹ بھیج کر طلب کیجئے۔

مکتبہ شعیب برنس روڈ۔ کراچی ۱

مطبوعات المکتبۃ السلفیہ لاہور

سنن نسائی شریف عربی مع التعلیقات السلفیہ	۴۰/-/-
حیات امام احمد بن حنبل مجلد طبع دوم	۱۰/-/-
حیات شاہ ولی اللہ دہلوی مجلد	۶/-/-
الفوز الکبیر عربی ٹائپ (زیر طبع)	۳/-/-
دیوان حماسہ بحاشیہ مولانا اعزاز علی مرحوم (عربی)	۱۲/-/-
اصول تفسیر اردو (از ابن تیمیہ)	-/۱۲/-
پیارے رسول کی پیاری دعائیں	-/۸/-